JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 18, Issue: 01, Jul – Dec 2024

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

گھریلو آدابِ تربیتِ اطفال: قرآن وسنت کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

Domestic Etiquettes of Child Upbringing: A Research-Based Study in the Light of the Qur'an and Sunnah

Naimat Ullah Khan
PhD Scholar, Department of Qur'ānic Studies,
The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.
Najeeb Ullah Khan
Institute of Physiology and Pharmacology,
University of Agriculture, Faisalabad, Pakistan.

ABSTRACT

This research discusses the Islamic principles of domestic etiquette in child upbringing, focusing on aspects such as dress, speech, and social behavior within the home. Islam is not only a religion but a complete code of life that emphasizes moral, social, and spiritual development. The family is the primary institution of education where a child learns the fundamentals of manners and ethics through observation and imitation of parents. The study highlights that clothing in Islam is meant to ensure modesty and decency; therefore, parents must teach children to wear attire appropriate to their gender, culture, and religious values. Similarly, Islamic teachings stress cleanliness and orderliness, such as wearing shoes properly, greeting family members with peace (Salam), and maintaining respect while entering or leaving the home. Moreover, polite communication, responding respectfully to calls, and expressing gratitude in giving and receiving reflect the moral refinement encouraged in Islam. The Qur'an and Hadith provide comprehensive guidance for these aspects, shaping children into individuals of dignity, humility, and gratitude. By following these etiquettes, parents nurture children who embody the virtues of respect, modesty, and kindness, essential for a peaceful and ethical society. Thus, the domestic application of Islamic manners in child upbringing is a foundational step toward forming morally strong and socially responsible generations that uphold the values of Islam in their personal and communal lives.

Keywords: *Islamic upbringing, domestic etiquette, modesty, child education, moral values, family training, social behavior.*

تعارف موضوع

بچوں کی تربیت انسانی زندگی کا ایک نہایت اہم اور نازک مرحلہ ہے۔ گھر وہ پہلا ادارہ ہے جہاں سے بچہ سیکھنے کا عمل شروع کرتا ہے۔ والدین اپنے قول و فعل، عادات و اطوار اور طرزِ عمل کے ذریعے بچوں کے لیے نمونہ بنتے ہیں۔ اسلام نے تربیتِ اطفال کو بڑی اہمیت دی ہے اور زندگی کے ہر پہلو، خواہ وہ ظاہری ہو یا باطنی، کے لیے آداب و اصول متعین فرمائے ہیں۔ انہی آداب میں سے چند اہم پہلو — جیسے لباس کے انتخاب و استعمال، جوتے پہننے کے طریقے، گھر میں داخل ہونے اور رخصت ہونے کے آداب، پکارنے اور جواب دینے کے اصول، اور چیزوں کے لین دین کے اخلاق — اسلامی معاشرت میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ اسلام کا مقصد محض عبادات تک محدود نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطۂ حیات فراہم کرنا ہے جس کے ذریعے انسان کا کردار سنورتا ہے اور معاشرہ سکون و محبت کا گہوارہ بنتا ہے۔ گھریلو تربیت کے یہ آداب نہ صرف بچوں میں تہذیب و اخلاق پیدا کرتے ہیں بلکہ ان کی شخصیت کو نکھارتے ہیں، انہیں شائستگی، حیا، شکر گزاری، اور احترامِ انسانیت کا پیکر بناتے ہیں۔ اس طرح والدین پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو انہی اسلامی اصولوں کی روشنی میں پروان چڑھائیں۔

مبحث اوّل: گھریلو آدابِ تربیتِ اطفال میں کھانے پینے، حاجاتِ طبعیہ کی ادائیگی اور طہارت و پاکیزگی کے اسلامی اصول

1۔ کھانا کھانے کے آداب

جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کی پیدائش کے فوراً بعد اسے گھٹی دی جاتی ہے جو اس بچہ کی سب سے پہلی غذا ہوتی ہے۔ گھٹی سے ہی باقاعدہ طور پر بچے کے کھانے پینے کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ گھٹی کے بعد بچے کی غذا کچھ عرصہ تک صرف ماں کا دودھ ہوتا ہے۔ ماں کا دودھ بچہ دو سال تک پیتا ہے جس کا حکم خدا تعالیٰ بھی دیتا ہے کہ بچہ کی پیدائش کے بعد دو سال کی عمر تک ماں کا دودھ پلایا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ﴾ 1

ترجمہ: "اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال تک دودھ پلائیں، یہ اس کے لیے ہے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہے۔"

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس حکم میں ماؤں کو دو برس تک دودھ پلانے کا حکم دیا گیا ہے۔ جب بچہ سمجھدار ہو تو والدین کو چاہیے کہ وہ بچے کو کھانا کھانے کے آداب سے واقفیت دیں۔ بچوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول اللہ ﷺ کے طریقوں کے مطابق کھانا کھلانا اور سکھانا چاہیے کیونکہ اسی میں بھلائی بھی ہے اور نیکی بھی ہے۔ اس سے جتنے بھی لقمے پیٹ میں جائیں گے ان سے پیٹ بھی

بھرے گا اور اللہ بھی راضی ہو گا۔ اسی لیے بچے کو سکھائیں کہ کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ اچھے طریقے سے دھوئے اور بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرے۔

کھانا کھانے سے پہلے ہاتھوں کا دھونا، صاف جگہ بیٹھ کر کھانا اور دائیں ہاتھ سے کھانا یہ سب کھانا کھانے کے آداب ہیں۔ یہ آداب بچوں کو والدین شروع دن سے ہی سکھاتے ہیں تا کہ بچہ جہاں بھی کھانا کھائے تو اس سے اندازہ ہو جائے کہ یہ بچہ مسلمان ہے۔ جہاں کھانا کھانے کے آداب سکھائے گئے ہیں وہیں کھانا کھانے کے دعائیں بھی سکھائی گئی ہیں۔ احادیث مبارکہ میں کھانا کھانے کی بہت سی دعائیں سکھائی گئی ہیں لیکن ان میں سے ایک یہ ہے جو کھانا کھانے کے بعد پڑھی جاتی ہے:

"مَنْ أَكَلَ طَعَامًا ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا الطَّعَامَ، وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ۔"[۲]

ترجمہ: "جس شخص نے کھانا کھایا اور پھر یہ کہا: 'تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور مجھے بغیر میری طاقت و کوشش کے رزق عطا کیا'، تو اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔"

یہ دعا کھانا کھانے کے بعد شکر کے طور پر پڑھی جاتی ہے جس میں کھانا کھلانے والا کا شکریہ بھی ادا ہو جاتا ہے اور خدا کے سامنے عاجزی بھی ہو جاتی ہے کہ اس نے کھانا بغیر کسی کوشش کے اس تک پہنچایا۔ اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہو کر گناہ بخش دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو وہی افراد زیادہ محبوب ہوتے ہیں جو اس کا اور اس کے بندوں کا شکر ادا کرتے ہیں۔ دینی اور اخلاقی لحاظ سے یہ ایک بہت اچھا عمل ہے جو بچوں کو سکھانا چاہیے کہ جو بھی ان کے ساتھ بھلائی کرے بدلے میں اس کا شکریہ ادا کریں۔

والدین بچوں کو کھانا کھانے کے آداب سے بھی واقفیت دلائیں جیسے کہ کھانا شروع کرنے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھوئے جائیں، پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا جائے بلکہ تھوڑی بھوک رکھ کر اٹھا جائے، گھر کے سب افراد والدین کی موجودگی میں کھانا کھائیں، کوئی گھر سے باہر ہو تو اس کا انتظار کیا جائے، کھانا آہستہ آہستہ اور چبا کر کھایا جائے، کھانا چبانے کی آواز نہ نکالی جائے اور کھانا کی ابتدائی دعا اور کھانے سے فارغ ہو کر بھی دعا پڑھی جائے۔ کھانا کھانے کے آداب سے متعلق قاری فیاض الرحمن علوی لکھتے ہیں:

"دائیں ہاتھ سے کھانا کھایا جائے۔ کیونکہ بائیں ہاتھ سے کھانا کھانا شیطان کا طریقہ ہے کھانا کھانے کے آداب میں ایک ادب یہ بھی ہے کہ کھانے کی فراغت کے بعد انگلیاں چاٹ لی جائیں کیونکہ اس بات سے

واقفیت نہیں کہ کس نوالہ میں برکت ہے اور یہ بھی آداب میں ہے کہ ٹیک لگا کر نہ کھایا جائے اور اگر نوالہ پاک زمین پر گر جائے تو اٹھا کر کھالیا جائے۔"[۳۳]

کھانا کھانے کے آداب جو راقم نے تحریر کیئے ہیں والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کو ان آداب سے واقفیت دیں تاکہ وہ گھر میں بھی اور باہر بھی جہاں کھانا کھائیں ان آداب سے واقفیت کی وجہ سے اچھے شہری ظاہر ہوں۔ بچے اس بات کو بھی ذہن نشین کریں کہ جو ہم کھانا کھاتے ہیں اسے اللہ تعالیٰ کا حکم اور عبادات پر قوت حاصل کرنے کے لیے کھاتے ہیں اس کا مقصد صرف پیٹ بھرنا نہیں ہوتا بلکہ اس سے اسلامی مقاصد کو بھی پورا کیا جاتا ہے۔ بچوں پر وقت کے ساتھ ساتھ اس کے اچھے اثرات ہوتے ہیں جس سے عبادات میں لگاؤ پیدا ہوتا ہے۔

2۔ حاجات کی ادائیگی

حاجات کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ جب ہمارے جسم میں کوئی خوارک جاتی ہے چاہے وہ مائع ہو یا ٹھوس حالت میں اس کی کچھ مقدار جسم کا حصہ بن جاتی ہے اور باقی انسانی جسم خارج کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا نظام رکھا ہے کہ جو انسانی جسم کے لیے خوارک مفید نہیں ہوتی وہ مخصوص راستہ سے خارج ہو جاتی ہے۔ جن کی وجہ سے جسم بہت سی بیماریوں اور تکالیف سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ حاجات کی ادائیگی سے متعلق دین اسلام اپنے ماننے والوں کی ہر طرح سے راہنمائی کرتا ہے اور جو جاننے والے ہیں انہیں بھی یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ نہ جاننے والوں کو سمجھائیں۔

حاجات کی ادائیگی سے متعلق والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کو آسان طریقے سے سمجھائیں کہ حاجات کی ادائگی کے لیے کیا آداب ہیں جنہیں ملحوظ رکھا جائے۔ اس حوالہ سے اگر بیٹا ہے تو اسے بتایا جائے کہ وہ جوتا پہن کر جائے اور اگر بیٹی ہے تو اسے یہ سمجھایا جائے کہ وہ جوتا بھی پہنے اور سر پر دوپٹہ بھی لے کر جائے۔ جب پیشاب کی حاجت ہو تو اسی وقت کر لینا چاہیے نہ کہ اس وقت کا انتظار کیا جائے کہ جب شدت ہو گی تب حاجت کی ادائیگی کی جائے گی۔ اگر وقت پر پاخانہ نہ کیا جائے تو اس کے بہت سے نقصانات ہوتے ہیں۔ اسی بات کو مدِ نظر رکھ کر مولانا ارشاد احمد فاروقی لکھتے ہیں:

> "پیشاب کے زور لگنے سے پہلے غسل خانے میں جانا چاہیے۔ بعض بچے دوسرے کاموں میں لگ جاتے ہیں یا کھیلتے رہتے ہیں اور جب پاخانہ زور سے لگتا ہے تو بھاگتے ہوئے آتے ہیں جس سے بڑی تکلیف ہو جاتی ہے اور کپڑے بھی خراب ہو جاتے ہیں تو اس سے بچے اور والدہ دونوں کو تکلیف ہوی ہے اس لیے زور لگنے سے پہلے حاجت کی ادائیگی کرنی چاہیے۔"[۳۴]

دین اسلام حاجات کی ادائیگی کے لیے دعائیں بھی سکھاتا ہے کہ بیت الخلاء میں جب داخل ہوں تو کونسی دعا پڑھنی چاہیے۔ان دعاؤں کا جاننا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے چاہے وہ بچے ہوں یا بڑے اور بڑوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو دعائیں سکھائیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ گندی جگہوں پر گندگی سے محبت رکھنے والے جن بسیرا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ بھی قضائے حاجت کے لیے بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت ناپاک جنوں سے پناہ مانگتے تھے۔انسان کے مخصوص اعضاء بھی قضائے حاجت کے وقت گندے ہوتے ہیں اس لیے ایسے مواقع پر خبیث جن انسان کو اذیت پہنچاتے ہیں۔انہی اذیتوں سے سے محفوظ رہنے کے لیے غسل خانے میں داخل ہونے اور غسل خانے سے نکلنے کی دعائیں یوں سکھائی گئی ہے:

i. غسل خانے میں داخل ہونے کی دعا

"كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ ، قَالَ :اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔"[5]

ترجمہ:"جب نبی ﷺ بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو فرماتے: اے اللہ! میں ناپاک جنوں اور خبیث چیزوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

ii. غسل خانے سے نکلنے کی دعا

"كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مِنْ الْخَلَاءِ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذَى وَعَافَانِي۔"[6]

ترجمہ:"جب نبی ﷺ بیت الخلاء سے باہر آتے تو فرماتے: سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھ سے گندگی کو دور کیا اور مجھے عافیت بخشی۔"

غسل خانے میں جانے کے آداب میں چند اور باتیں بھی بچوں کو سمجھائی جائیں جیسے کہ حاجات کی ادائیگی کے لیے اس جگہ انتخاب کیا جائے جہاں کوئی انہیں دیکھ نہ رہا ہو۔ چہرہ قبلہ رخ نہ ہو۔ان کے پاس کوئی ایسی چیز نہ جس پر اللہ اور رسول ﷺ کے نام کے ساتھ ساتھ قرآنی آیات تحریر ہوں۔جب غسل خانے میں داخل ہوں تو سب سے پہلے بایاں پاؤں اندر رکھیں اور جب غسل خانے سے نکلیں تو دایاں پاؤں باہر نکالیں۔جب بیٹھیں تو کشادہ ہو کر بیٹھیں اور وزن سارا پاؤں پر ہو۔ خارج ہونے والا پاخانہ ایسے نہ کیا جائے کہ گندگی ادھر ادھر پھیلے اور جب پاخانہ سے فارغ ہو جائیں تو استنجاء پانی سے کریں۔ غسل خانے میں موجود نجاست کو پانی بہا کر صاف کر دینا چاہیے تاکہ جو بعد میں آئے وہ کراہت محسوس نہ کرے۔

3۔ طہارت و پاکیزگی

دین اسلام انتہائی پاکیزہ مذہب ہے۔ یہ اپنے ماننے والوں کو صاف ستھرا رہنے کا حکم دیتا ہے۔ اسلامی تعلیمات پر اگر حقیقی معنوں میں والدین خود بھی عمل کریں اور بچوں کو بھی ان پر عمل کرنے کی ترغیب دیں تو اس سے ان کا ظاہر و باطن، اس کا جسم، لباس، رہنے کی جگہ، گھر، گلی، محلہ، ماحول یہاں تک کہ پورا معاشرہ پاکیزہ ہو جائے گا۔ صفائی ایمان کا حصہ ہے اور عبادات بھی تب ہی ممکن ہیں جب ایک فرد پاکیزہ ہو گا۔ اگر صاف ستھر انسان خدا کو پسند ہے تو اسی طرح معاشرہ بھی یہی تقاضا کرتا ہے کہ اس میں بسنے والے افراد بھی پاکیزہ رہیں۔ صفائی کو محبوب رکھنے والوں کو خدا تعالیٰ قرآن میں یوں بیان کرتا ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ﴾[7]

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو توبہ کرنے والے ہیں اور جو پاک رہنے والے ہیں۔"

اسی آیت کو مدِ نظر رکھا جائے تو اولاد کی تربیت میں صفائی و پاکیزگی اور غسل و طہارت کو لازمی جزو کے طور پر داخل کیا جائے تا کہ وہ خدا تعالیٰ کے محبوب بندوں میں شامل ہوں۔ والدین بچوں کو اس بات کا عادی بنائیں کہ وہ غسل خانے میں کپڑے اتاریں اور غسل کرنے کے بعد وہیں کپڑے پہن کر باہر آئیں۔ بیٹوں اور بیٹیوں دونوں کو اس بات کی عادت ڈالیں کہ وہ غسل کے دوران کسی بھی قسم کی ایسی حرکت نہ کریں جو غسل کے منافی ہو جیسے کہ گنگنانا، سیٹی بجانا یا غسل کے دوران کسی سے بات کرنا شامل ہے۔ یہ باتیں اخلاقیات کے خلاف ہیں اور ان کے معاشرے پر بُرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

والدین بچوں کو اس بات سے واقفیت دیں کہ وہ غسل خانے میں جائیں تو غسل کرنے کے بعد جلدی باہر آئیں۔ موجودہ دور میں بچوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ بیت الخلاء میں موبائل فون لے کر جاتے ہیں اور اس کے استعمال کی وجہ سے زیادہ وقت لگا دیتے ہیں۔ بچوں کو بتایا جائے کہ بیت الخلاء شیاطین کی جگہ ہے تو اس جگہ سے جلدی نکلنے میں ہی فائدہ ہے۔ جہاں ایسی مخلوق کا بسیرا ہو اور پتا بھی ہو کہ وہ انسان کو نقصان پہنچائے گی تو جتنی جلدی ہو سکے وہاں سے نکلیں کیونکہ وہاں سے نکلنے میں ہی عافیت ہے۔

غسل خانے میں جب بچے نہانے کے لیے جائیں تو والدین کو چاہیے کہ انہیں سمجھائیں کہ وہ غسل خانے میں پیشاب نہ کریں۔ پیشاب کرنے کی جگہ بیت الخلاء ہے غسل خانہ نہیں۔ آج کل ہر گھر میں بیت الخلاء اور غسل خانے اکٹھے ہیں جس کی وجہ سے غسل خانے اور بیت الخلاء کا فرق ختم ہو چکا ہے۔ جب بھی گھر کی تعمیر کی جائے تو اس میں بیت الخلاء الگ اور غسل خانہ الگ ہو۔ اگر دونوں الگ الگ ہوں گے تو گھروں میں وسوسے اور پریشانیاں نہ آئیں گی۔

اس مناسبت سے فرمان نبوی ﷺ ہے:

"أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَبُولَ الرَّجُلُ فِي مُسْتَحَمِّهِ، وَقَالَ: إِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ۔"۸

ترجمہ: "نبی ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی شخص غسل خانے میں پیشاب کرے، اور فرمایا کہ زیادہ تر وسوسے اسی (عمل) کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔"

اس فرمانِ نبوی ﷺ میں یہ بات واضح ہے کہ غسل خانے میں پیشاب کرنے سے وسوسے اور پریشانیاں آتی ہیں جس سے بچوں کو بچانا والدین کی ذمہ داری ہے۔ وہ ابتدائی عمر سے ہی بچوں کو بتائیں کہ غسل خانے میں پیشاب کرنے کی بجائے جب حاجت ہو تو وہ بیت الخلاء میں جائیں نہ کہ غسل خانے میں اپنی حاجت پوری کریں۔ بچے جب غسل خانے میں ہوں تو انہیں ایسے کلمات ادا نہیں کرنے چاہیں جن کا تعلق دین اسلام سے ہو جیسے کہ قرآنی آیات کی تلاوت نہیں کرنی چاہیے۔ اگر نعت کے الفاظ یاد ہوں تو وہ نہ دہرائیں اور اذان ہو رہی ہو تو اس کا جواب نہیں دینا چاہیے۔ اگر کوئی غسل خانے میں ہو تو سلام کا جواب بھی نہیں دینا چاہیے۔ حدیث مبارکہ ہے:

" مَرَّ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبُولُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ ، قَالَ أَبُو دَاوُد: وَرُوِيَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَغَيْرِهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تَيَمَّمَ ثُمَّ رَدَّ عَلَى الرَّجُلِ السَّلَامَ۔"۹

ترجمہ: "ایک شخص نبی ﷺ کے پاس سے گزرا جبکہ آپ پیشاب فرمارہے تھے، اس نے سلام کیا لیکن آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا۔"

یہاں رسول اللہ ﷺ کے عمل کی وضاحت کی گئی ہے جب آپ ﷺ غسل خانے میں تھے تو ایک صحابیؓ پاس سے گزرے اور انہوں نے آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے ان کے سلام کا جواب تب دیا جب آپ غسل خانے سے باہر تشریف لائے۔ سلام کا مطلب سلامتی ہے اور سلامتی ایک دوسرے پر پاک جگہ بھیجی جاتی ہے۔ اسی طرح غسل خانے میں کسی قسم کا کوئی اور کام نہیں کرنا چاہیے۔ بچوں کو اس بات سے بھی واقفیت دینی چاہیے کہ دوران غسل جسم کے اعضاء کو نہ دیکھیں بلکہ جس کام کے لیے گئے ہیں وہی کام کریں۔ جب بچے طہارت سے فارغ ہولیں تو انہیں فوراً غسل خانے سے باہر آجانا چاہیے۔

مبحث دوم: گھریلو آدابِ تربیتِ اطفال میں لباس، طرزِ گفتگو اور معاشرتی برتاؤ کے اسلامی اصول

1. کپڑے پہننے کے آداب

کپڑا اللہ تعالیٰ نے انسان کے ستر کو چھپانے کے لیے بنایا ہے۔ یہ لباس ہی ہے جو انسان کو سردی گرمی سے بچاتا ہے اور فرد کی شخصیت کو اجاگر کرتا ہے۔ والدین کو چاہیے کہ بچوں کی شخصیت کو بہتر سے بہتر بنانے کے لیے شروع سے ہی ان کے لباس کو اہمیت دیں۔ لباس صرف بدن ہی نہیں ڈھانپتا بلکہ موسمی حالات سے انسان کے جسم کو محفوظ رکھتا ہے۔ دین اسلام ہمیں دیگر امور کی طرح کپڑے پہننے کے آداب بھی سکھاتا ہے۔ بچوں کو جب بھی کپڑے پہننے کے لیے دیں تو سب سے پہلے کپڑے کی ساخت دیکھیں کہ کہیں ہم وہ کپڑا تو استعمال نہیں کر رہے جو دین اسلام نے مردوں کے لیے منع کیا ہے اور عورتوں کو استعمال کی اجازت دی ہے۔ اس کے ساتھ موسمی حالات سے مطابقت رکھنے والے کپڑے کا استعمال کیا جائے۔ حدیث مبارکہ میں مردوں کو ریشمی کپڑوں کے پہننے اور وعید کے بارے کچھ یوں آیا ہے:

"لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْخَزَّ وَالْحَرِيرَ، وَذَكَرَ كَلَامًا، قَالَ: يُمْسَخُ مِنْهُمْ آخَرُونَ قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۔"[۱۰]

"میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو ریشم اور خز (قیمتی کپڑوں) کو حلال سمجھ لیں گے... ان میں سے کچھ کو قیامت کے دن بندر اور خنزیر بنا دیا جائے گا۔"

رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں لڑکوں کو شروع سے ریشمی لباس سے دور رکھا جائے اور لڑکیوں کو استعمال کروایا جائے۔ دین اسلام نے ریشم صرف مردوں پر حرام کیا ہے۔ اگر کوئی مرد استعمال کرے گا تو دین اسلام میں اس کی سزا دنیا اور آخرت میں بیان کر دی گئی ہے کہ وہ قیامت تک کے لیے سب سے نجس جانور جن میں بندر اور خنزیر ہیں ان جیسی شکلیں بنا دی جائیں گی۔ یہ سب باتیں اُن کے لیے آئی ہیں جو اسلام کے ماننے والے ہیں نہ کہ کافروں کے لیے ہیں۔ والدین جو اس بات سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ریشم استعمال کرتے ہیں انہیں چاہیے کہ خود بھی اس سے بچیں اور بچوں کو بھی پہچان کروائیں کہ ایسا لباس استعمال نہیں کرنا چاہیے جس سے اسلام منع کرتا ہے۔

اسی طرح کپڑے پہننے سے پہلے انہیں جھاڑا جائے اور دائیں طرف سے کپڑے پہنے جائیں۔ والدین اولاد کے لیے ایسے لباس کا انتخاب کریں جو ان کا ستر مکمل طور پر ڈھانپے۔ چاہے بیٹا ہو یا بیٹی دونوں کے لیے ایسا لباس ہونا چاہیے جو شریعت کے تقاضوں کو پورا کرتا ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں لباس کے انتخاب کے ساتھ ساتھ لباس کو زیب تن کرنے کا بھی بتایا کہ لباس پہنتے وقت کونسی دعا کرنی چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی کہ جب وہ لباس پہنتے تو یہ دعا کرتے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ۔"[11]

"تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور بغیر میری طاقت و کوشش کے عطا فرمایا، میرے پچھلے اور اگلے گناہ معاف کر دیے گئے۔"

والدین جب اولاد کو کپڑے پہننے کے لیے دیں تو ساتھ یہ دعا بھی سکھائیں تاکہ بچے جب بھی کپڑے پہنیں تو ساتھ اپنی بخشش بھی کروائیں۔ بچے کپڑے پہنیں گے اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہیں گے کہ اللہ ساری تعریفیں تیرے لیے ہی ہیں کہ تو نے مجھے یہ کپڑا بغیر میری کسی کوشش کے پہنایا ہے۔ جب یہ الفاظ ادا ہوں گے تو اللہ تعالیٰ خوش ہو گا کہ اس کا بندہ اس کی بڑائی اور اپنی عاجزی پیش کر رہا ہے۔ اسی عمل کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ اس کی بخشش کریں گے۔ یہ انتہائی اعلیٰ دعا ہے جو کرنے سے انسان اپنے لیے دنیا و آخرت آسان بناتا ہے۔

بیٹیوں کو بچپن ہی سے پردہ کرنا سکھائیں تاکہ وہ لوگوں کی بری نظروں سے بچ سکیں۔ وہ ایسا لباس استعمال کریں جس سے ان کے جسم کے اعضاء واضح نہ ہوں کیونکہ پردہ کرنے کا مقصد ہی جسم کو ڈھانپنا اور اعضاء کو چھپانا ہے۔ عورتیں اُس لباس میں اچھی اور نیک لگتی ہیں جو ان کا جسم چھپائے اور ان کا پردہ فحاشی کو دور کرے۔ اسی مناسبت سے مفتی محمد ریاض جمیل لکھتے ہیں:

"بیٹی کو بچپن ہی سے پردہ کی ترغیب دیں تاکہ وہ بڑی ہو کر اس کی پابندی کرنے لگے۔ چھوٹے کپڑے کبھی نہ پہنے نہ پتلون اور شرٹ کیونکہ یہ انوکھا لباس ہے اور مردوں اور کفار سے مشابہت رکھتا ہے۔ یہ کپڑوں کا فتنہ ہے اور دوسروں کو راغب کرنے کا سبب ہے۔"[12]

موجودہ دور میں والدین کے لیے بہت ضروری ہو چکا ہے کہ وہ بیٹیوں پر بہت زیادہ توجہ دیں۔ گھر سے باہر جو لڑکیاں اعلیٰ تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں وہاں یہ بات عام ہے کہ لڑکیاں پینٹ شرٹ کا استعمال کرتی ہیں۔ بنیادی طور پر یہ مسلمان عورتوں کا لباس نہیں ہے بلکہ مردوں کا لباس ہے۔ یہ مغربی لباس ہے جسے عورتیں اور مرد مغرب میں استعمال کرتے ہیں۔ اگر مسلمان لڑکیاں اس لباس کا استعمال کریں گی تو یہ واضح طور پر فتنہ ہو گا جس کی وہ خود مرتکب ہوں گی۔ عورتوں کے لیے دین اسلام ڈھیلا ڈھالا اور ایسے لباس کا استعمال کرنے کی اجازت دیتا ہے جس سے جسم کے اعضاء چھپے رہیں۔

والدین پر فرض ہے کہ وہ بیٹیوں کو پردے کے احکامات اور استعمال سے متعلق واقفیت دیں۔جب وہ پردہ کریں گی اور مکمل لباس شریعت کے مطابق پہنیں گی تو اس سے ان کا جسم محفوظ ہو گا اور شرافت عیاں ہو گی۔خدا تعالیٰ کی طرف سے بھی مومن عورتوں کو پردہ کا سختی سے حکم دیا گیا ہے اور زیب وزینت کو ظاہر کرنے سے منع کیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۚ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾[۱۳]

"اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور ایمان والی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی چادریں اپنے اوپر لٹکا لیا کریں۔ یہ زیادہ مناسب ہے تا کہ وہ پہچانی جائیں اور انہیں ستایا نہ جائے۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا، مہربان ہے۔"

اس آیت میں مسلمان عورتوں کی پہچان کو بیان کیا گیا ہے کہ وہ اپنے چہرے نمایاں نہ کریں بلکہ انہیں ڈھانپ کر چلیں اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے مسلمان اور غیر مسلم عورتوں کی پہچان ہو جاتی ہے۔جو لوگ اس نیت سے راستے میں ہوں کہ وہ عورتوں کو ستائیں گے تو ان کے دل کی میل جاتی رہے گی اور پہچان ہو جائے گی کہ جو عورت جارہی ہے یہ مسلمان ہے۔بیٹیوں کے لباس اور پردہ کے بعد اس بات کی طرف بھی توجہ دلائی جائے کہ جو بھی لباس پہنا جائے وہ ایسا ہو کہ اس کا مقصد ستر کا ڈھانپنا ہو نہ کہ شہرت حاصل کرنا ہو۔ جہاں کپڑے پہنے یا اتارے جائیں وہ جگہ ایسی ہو کہ جہاں سے انہیں کوئی دیکھ نہ سکے۔گھر میں اگر دوسرے بہن بھائی یا والدین کپڑے تبدیل کر رہے ہوں تو انہیں بھی نہیں دیکھنا چاہیے۔بچوں کو اس بات کی وضاحت دینی چاہیے کہ خدا تعالیٰ اس بات کو سخت ناپسند کرتا ہے کہ کسی کو بغیر لباس کے دیکھا جائے اور اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور کر دیتے ہیں۔

2.جوتے پہننے کے آداب

جوتے کا مقصد انسانی پاؤں کی حفاظت ہے۔ جوتے سجاوٹ اور فیشن کی ایک شے کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ جوتوں کے ڈیزائن میں وقت کے ساتھ ساتھ بہت زیادہ تبدیلیاں آئی ہے۔جوتے پاؤں کی حفاظت جن چیزوں سے کرتے ہیں ان میں آب وہوا،ماحولیاتی خطرات جیسے درجہ حرارت اور نوکیلی چٹانوں سے حفاظت ہے۔اسی وجہ سے والدین بچوں کو جوتوں کا عادی بنانے کی کوشش کرتے ہیں کہ گھر میں بھی بچے جوتوں کے بغیر نہ گھومیں بلکہ جوتے ہر وقت پہنے رکھیں۔اس سے پاؤں سردی گرمی سے محفوظ رہنے کے ساتھ صاف ستھرے بھی رہتے ہیں۔گھر میں موجود بچوں کے جوتے الگ الگ ہوں اور سب بچے اپنے جوتے استعمال کریں۔

جوتوں کے استعمال سے متعلق ارشاد فاروقی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

بعض بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے جوتے سنبھال کر رکھتے ہیں اور دوسروں کے استعمال کرتے ہیں۔ یہ بہت ہی بری عادت ہے کسی کی چیز بغیر اجازت استعمال کرنا گناہ ہے۔ ایسا بالکل نہیں کرنا چاہیے۔ اگر ضرورت ہو تو اجازت لے کر استعمال کریں۔[۱۴]

اگر اخلاقی تعلیمات میں بھی دیکھیں تو اخلاقی طور پر بھی یہ عمل غلط ہے کہ اپنی چیز کو رکھ کر دوسرے کی استعمال کی جائے۔ جب بھی جوتا پہنا جائے تو دونوں پاؤں میں جوتا ہونا چاہیے۔ اگر موزے پاؤں میں ہیں تو جوتے یا بوٹ استعمال کیے جائیں صرف موزے پہن کر صحن میں، کمرے میں یا باہر نہیں گھومنا چاہیے۔ جب بھی بچوں کو جوتے دیں تو دونوں پاؤں میں ایک جیسے جوتے ہونے چاہیں نا کہ ایک پاؤں اور ہو اور دوسرے پاؤں میں کوئی اور جوتا ہو۔ جوتے ماحول کی مناسبت سے ہونے چاہئیں تاکہ موسم کی سختیوں سے پاؤں محفوظ رہیں۔ ایک جوتا ہو اور دوسرا نہ تو ایک بھی استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ اس حوالہ سے حدیث مبارکہ ہے:

" أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ :لَا يَمْشِي أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيُحْفِهِمَا جَمِيعًا أَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيعًا۔ "[۱۵]

"تم میں سے کوئی شخص ایک جوتے میں نہ چلے، یا تو دونوں پہن لے یا دونوں اتار دے۔"

رسول اللہ ﷺ کا جوتوں سے متعلق حکم یہ ہے کہ صرف ایک پاؤں میں جوتا پہن کر دوسرے کو ننگا رکھ کر نہیں چلنا چاہیے۔ جب بھی جوتے استعمال کریں تو دونوں پاؤں میں استعمال کریں یا دونوں سے اتار دیں۔ والدین جب بھی بچوں کو جوتے یا موزے دیں تو دیکھ لیں کہیں سے جوتے یا موزے پھٹے یا ٹوٹے ہوئے نہ ہوں۔ اگر جوتے ٹوٹے ہوئے ہوں یا موزے پھٹے ہوئے ہوں تو بچوں کو پہنانے سے پہلے والدین مرمت کر کے دیں تاکہ بچے آسانی سے استعمال کر سکیں۔ جوتوں کو باقاعدگی سے صاف کرنا چاہیے اگر صاف کرنے اور پالش کرنے والے ہیں تو انہیں صاف کرنے کے بعد پالش کر کے استعمال کرنا چاہیے اور جو دھونے والے ہیں انہیں دھو کر استعمال کروایا جائے۔ اس سے جوتے حفاظت میں رہتے ہیں اور دیر تک استعمال ہوتے ہیں۔

جب بھی جوتے استعمال کیے جائیں سب سے پہلے انہیں جھاڑا جائے اور بچوں کو بھی اس بات کا عادی بنائیں کہ جب بھی وہ جوتے استعمال کریں انہیں دیکھ کر اور جھاڑ کر پاؤں میں ڈالیں۔ اس بات کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس میں کوئی بھی زہریلی چیز جیسے سانپ

یا بچھو ہو تو وہ اس میں سے نکل آئے اور کسی بھی نقصان سے بچا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ کی سنت بھی ہے کہ جب بھی جوتے یا کپڑے استعمال کیے جائیں تو انہیں جھاڑا جائے اور اس کے بعد استعمال کیا جائے۔

3. گھر میں داخل اور رخصت ہونے کے آداب

اسلام میں گھر سے نکلنے کے وقت خاص آداب اور دعاؤں پر زور دیا ہے جن کے پڑھنے سے انسان کو اللہ کی حفاظت حاصل ہوتی ہے اور سفر یا کام میں کامیابی ملتی ہے۔ والدین بچوں کو دیگر معاملات کی طرح گھر میں داخل ہونے یا رخصت ہونے کے آداب سے بھی واقفیت دیں تاکہ بچے جو بھی کام کریں وہ دینی تعلیمات کو مدِ نظر رکھ کر کریں۔ جب گھر سے کسی بھی کام کے لیے یا سکول و مدرسہ جانے کے لیے بچوں کو بھیجیں تو انہیں سمجھائیں کے گھر سے جب نکلیں تو سب سے پہلے گھر والوں کو سلام کریں اور اس کے بعد گھر سے نکلیں۔ گھر میں داخل ہونے اور نکلنے کی قرآن وحدیث میں مختلف دعائیں سکھائی گئی ہیں۔ حدیث مبارکہ ہے:

"النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَيْتِهِ، فَقَالَ: بِسْمِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔"[۱۶]

"جب کوئی شخص اپنے گھر سے نکلے تو یہ کہے: 'اللہ کے نام سے، میں نے اللہ پر بھروسہ کیا، اور طاقت و قوت صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے۔'"

یہ دعا ایسی کہ بچے یا بڑے جو بھی اس دعا کو پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی ہر طرح سے حفاظت فرماتا ہے۔ گھر سے نکلنے کے بعد یہ الفاظ اللہ پر بھروسہ رکھنے، برائیوں سے دور رہنے اور خدا کی پناہ مانگنے سے متعلق ہیں۔ یہ دعا صرف گھر سے نکلتے وقت کے لیے ہی مخصوص نہیں ہے بلکہ جب بچے سکول یا مدرسے سے نکلیں تب بھی یہ دعا پڑھیں۔ کسی کے گھر ہوں یا کسی جگہ سے واپسی ہو تب والدین خود بھی دہرائیں اور بچوں کو بھی کہیں کہ وہ یہ دعا پڑھیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی مدد کا حصول ہوتا ہے جس سے انسان ہر طرح کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔

گھر سے نکلنے کی طرح گھر میں داخل ہونے کے بھی آداب ہیں۔ جب گھر میں داخل ہوں تو سب سے پہلے گھر والوں کو سلام کریں۔ یہ نہ صرف ایک اچھا اخلاقی عمل ہے بلکہ اس سے گھر کے تمام افراد پر خوشی اور سکون آتا ہے۔ جس قدر بھی تھکن ہو گھر والوں سے ہنس کر بات کریں نہ کہ غصہ کرنا شروع کر دیں۔ کچھ لوگوں کی عادت ہوتی ہے جو بعد میں بچوں میں منتقل ہو جاتی ہے کہ دروازہ دیر سے کھلے تو واویلہ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ مذہبی اور اخلاقی لحاظ سے اچھا عمل نہیں ہے۔ بلکہ ہنسی خوشی گھر میں داخل ہو کر دعا پڑھیں جو قرآن مجید نے سکھائی ہے۔ جس طرح گھر سے نکلنے کی دعا ہے اسی طرح گھر میں داخل ہونے کی بھی دعا ہے جو قرآن مجید میں آئی ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً﴾[17]

"پھر جب تم گھروں میں داخل ہو تو اپنے لوگوں پر سلام کرو، یہ اللہ کی طرف سے برکت والی، پاکیزہ دعا ہے۔"

گھر میں داخل ہونے سے پہلے گھر کا دروازہ یا گھنٹی بجائیں تاکہ دروازہ کھولا جائے اور آپ داخل ہو سکیں۔ گھر کی دیوار پھلانگنا یا کسی اور طریقہ سے گھر میں داخل ہونا اخلاقیات کے خلاف عمل ہے۔ گھر میں داخل ہونے کے بعد پہلا کام سلام کرنا ہوتا ہے۔ گھر میں موجود افراد جو اپنے کاموں میں مصروف ہوتے ہیں اُنہیں آپ کے سلام کرنے سے آنے کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ گھر میں کوئی فرد داخل ہوا ہے۔ سلام کرنے کو اللہ تعالیٰ نے مبارک اور عمدہ عمل کہا ہے۔ اس عمل سے نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے اور اخلاقیات پر مبنی عمدہ عمل کے طور پر سامنے آتا ہے جسے اللہ نے پسند کیا ہے۔

سلام جب کریں تو آواز نہ بہت زیادہ بلند ہو اور نہ اس قدر دھیمی کہ کسی کو سنائی بھی نہ دے بلکہ درمیانی آواز میں سلام کریں۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی بیمار ہے یا سو رہا ہے تو اس کے سکون میں خلل نہ ہو۔ بچوں کو اس بات کی طرف بھی راہنمائی کریں کہ جب وہ گھر میں داخل ہوں تو چپکے سے داخل نہ ہوں بلکہ سلام کر کے اپنی موجودگی ظاہر کریں تاکہ گھر والوں کو خبر ہو کہ گھر میں آپ کا داخلہ ہوا ہے۔ سلام کی فضیلت کے بارے حدیث مبارکہ کی راہنمائی لے کر مولانا ارشاد فاروقی لکھتے ہیں:

> سلام کرنے سے گھر کی بھلائی میں اضافہ ہوتا ہے۔ گھر والوں کے لیے برکت کا سبب ہے۔ سلام کرنے سے شیطان گھر میں داخل نہیں ہوتا اور ایسا آدمی جو سلام کرتا ہے وہ اللہ کی حفاظت میں آجاتا ہے۔[18]

گھر میں داخل ہونے کے آداب میں سے ایک یہ بھی ادب ہے کہ والدین بچوں کو اس بات سے بھی واقفیت دیں کہ جب وہ گھر میں داخل ہوں تو اس وقت صفائی کا خیال رکھیں جیسے کہ جوتے دروازے کے قریب نہ لائیں اور اگر باہر سے آئیں تو ہاتھ اور جسم کی صفائی کا خاص خیال رکھیں۔ اسلام میں ہر عمل کا مقصد اللہ کی رضا حاصل کرنا اور اپنے آپ کو اور دوسروں کو تکلیف سے بچانا ہے۔ گھر سے جانے اور واپس آنے کے آداب کی پیروی کر کے انسان نہ صرف اپنی زندگی میں سکون پیدا کرتا ہے بلکہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ بہتر تعلقات قائم کرتا ہے۔ ان آداب کا مقصد انسان کو خودی، وقار اور حسن سلوک سکھانا ہے۔

4. پکار اور اس کا جواب

دین اسلام میں پکار اور اس کے جواب کے آداب بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہیں لیکن اس کا کوئی مخصوص طریقہ بیان نہیں کیا جاتا البتہ یہ ضرور بیان ہوا ہے کہ آواز جب دی جائے تو اس وجہ سے کسی کو تکلیف نہ ہو۔ پکار کا انداز اگر بہتر ہو گا تو اس سے سماجی آداب بہتر ہونے کے ساتھ ساتھ اخلاقیات اور دیگر افراد کے ساتھ تعلقات بھی بہتر ہوں گے۔ اسلام میں آواز دینے میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ آواز دینے کے عمل کا تعلق محبت، احترام اور انسانیت سے ہو۔ سورۃ لقمان میں ہے:

﴿وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۚ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ﴾[19]

"اپنے چلنے میں میانہ روی اختیار کرو اور اپنی آواز کو نیچا رکھو، بے شک سب سے بری آواز گدھوں کی آواز ہے۔"

بلند آواز خدا تعالیٰ کو ناپسند ہے اور اس کی تشبیہ گدھے سے دی ہے۔ جب بھی کسی کو پکارا جائے تو آواز نرم اور آہستہ ہو۔ والدین بچوں کو بڑے چھوٹے کا ادب کرنا پکارنے کے عمل میں سکھائیں کہ بہن بھائیوں کو کیسے بلایا جائے اور اس میں چھوٹے بڑے کا لحاظ بھی کریں کہ جسے پکارا جا رہا اس کا عمر میں کیسا تعلق ہے۔ اگر وہ عمر میں چھوٹا ہو چاہے بہن یا بھائی ہو تو اسے نام سے پکارا جا سکتا ہے لیکن اس کے برعکس جسے پکارا جا رہا ہے وہ عمر میں بڑا ہے تو نام کی بجائے بھائی یا بہن کہہ کر پکارا جائے تاکہ پکار کے ساتھ ساتھ ادب کا رشتہ بھی قائم رہے۔ جسے متوجہ کرنا مقصود ہو اسے بہتر نام سے پکارا جائے نہ کہ بگڑے ہوئے نام سے پکارا جائے۔ اگر ہم بُرے القابات سے پکاریں گے یا بدتمیزی سے مخاطب کریں گے تو اس سے اخلاقیات کے ساتھ ساتھ نامہ اعمال میں بھی گناہوں کا اضافہ کروائیں گے جو کہ ہماری تباہی کا باعث بنے گا۔

اسی طرح پکارنے کے آداب کے ساتھ ساتھ پکار کے جواب دینے کے بھی شریعت نے آداب سکھائے ہیں۔ جب بھی کوئی بڑا پکارے تو بچوں کو یہ آداب آنے چاہیں کہ وہ اس بڑے کی پکار کا جواب "جی" کی صورت میں دیں۔ بزرگوں کے ادب و احترام میں بچوں کو ایسا ہونا چاہیے کہ پکار کا جواب دے کر فوراً حاضر ہوں اور ان کی ضرورت کو پورا کریں۔ جب بھی کوئی پکارے تو اس میں ادب کا تقاضا یہ ہے کہ ان کی پکار کا جواب دینا چاہیے تاکہ پکارنے والے کو معلوم ہو جائے کہ میری صدا پہنچ گئی ہے اور جسے پکارا ہے اس نے توجہ بھی دی ہے۔ بڑوں کے ساتھ ساتھ اگر کوئی ساتھی یا بہن بھائی بھی آواز دیں تو ان کی آواز کا بھی جواب دینا چاہیے۔ اسی طرح اگر کوئی پکارنے کی بجائے آپ کی توجہ چاہنے کے لیے سلام کرے تو اس کے سلام کا جواب دینا فرض ہو جاتا ہے۔ سورۃ النساء میں سلام سے متعلق بیان ہے:

﴿وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا﴾[20]

"اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو اس سے بہتر طریقے سے جواب دو، یا کم از کم ویسے ہی لوٹا دو۔ بے شک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔"

سلام کے جواب کی وضاحت جو آیت میں بیان ہوئی ہے اس میں یہ تربیت دی گئی ہے کہ جب بھی کوئی سلام کرے تو اس کے سلام کا جواب بہترین الفاظ میں لوٹایا جائے۔ اگر ایسا ممکن نہ ہو تو کم از کم اسی کے الفاظ واپس دہرا دیں۔ اسلام میں پکارنے اور جواب دینے کے آداب انسان کے اخلاقی معیار کو بلند کرتے ہیں۔ بچوں کو اس بات کا درس دیا جائے کہ پکارنے میں اعتدال، احترام اور ادب کا خیال رکھنا ضروری ہے اور جواب دینے میں خوش اخلاقی، عاجزی، اور محبت کا مظاہرہ کرنا ضروری ہے۔ اگر سلام کا جواب گرم جوشی سے دیا جائے گا تو اگلے فرد کے دل میں آپ کے جواب کی وجہ سے عزت میں اضافہ ہو گا اور آپ کی پہلے سے زیادہ قدر کرے گا۔ یہ وہ بنیادی باتیں اور آداب ہیں جن کی پیروی سے ہی تعلقات مضبوط ہوتے ہیں۔ اس سے حسن سلوک پیدا ہوتا ہے جو نہ صرف دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی فائدہ مند ہے۔

5. کچھ بھی لینے دینے کے آداب

اسلام ہر معاملہ میں اپنے پیروکاروں کی راہنمائی کرتا ہے۔ کچھ بھی لینے یا دینے کے آداب میں والدین بچوں کو اسلامی تعلیمات سکھائیں کیونکہ یہ ہمارے اخلاق اور دوسرے افراد کے ساتھ ہمارے تعلقات کی عکاسی کرتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں کوئی چیز دینے اور لینے کے عمل میں انسان کو ہمیشہ احترام، حسن سلوک اور احسان کا مظاہرہ کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ جب بھی کسی کو کچھ دیں تو اس میں نیت کا خالص ہونا ضروری ہے۔ اسلامی تعلیمات میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ آپ جو کچھ بھی کسی کو دیں وہ خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے ہو۔ کسی کے ساتھ بھلائی کرنے کا مقصد اللہ کے ساتھ تعلق مضبوط کرنا اور انسانوں کی مدد کرنا ہونا چاہیے۔ بچہ اس بات سے واقف ہو کہ اگر کسی کو کچھ دینے کا مقصد اللہ کی رضا کا حصول ہو گا تو اس صورت میں دین و دنیا کا فائدہ حاصل ہو گا۔ سورۃ البقرۃ میں ہے:

﴿وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ﴾[21]

"اور جو کچھ تم خرچ کرو گے وہ تمہارے ہی فائدے کے لیے ہے، اور تم جو کچھ خرچ کرتے ہو وہ صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہونا چاہیے۔ تم جو بھلائی خرچ کرو گے، تمہیں اس کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔"

اللہ تعالیٰ بندوں کو مخاطب کر کے کہہ رہا ہے کہ جو مال تم خرچ کرو گے اس کا نفع تمہاری جان کے لیے ہے اور اللہ ہی کی رضامندی کے لیے خرچ کرو اور جو اچھی چیز تم خرچ کرو گے اس کا پورا اجر تمہیں دیا جائے گا اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اس فرمان سے بالکل واضح ہو رہا ہے کہ جو مال بھی اللہ کی رضا کے لیے خرچ کیا جائے گا اس کا فائدہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہو گا اور اس میں کسی قسم کی کمی نہ ہو گی۔ انسان صرف خرچ کرے گا اور اس کے مال و جان میں برکتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کی سوچ سے بھی زیادہ ہوں گی۔

جب بچے والدین یا بہن بھائیوں میں سے کسی کو کچھ دیتے ہیں تو اس میں دکھاوا نہیں ہونا چاہیے۔ اگر اللہ کی رضا کے لیے وہ اپنے والدین یا بہن بھائیوں پر خرچ کریں تو اس عمل سے اللہ تعالیٰ بھی خوش ہوتا ہے اور بدلے میں بہترین چیز سے نوازتا ہے۔ اس کے برعکس اگر بہن بھائی یا والدین کچھ دیں تو ان کے شکر گزار ہوں کیونکہ جو بندوں کا شکر گزار ہوتا ہے وہ اللہ کا بھی شکر گزار ہوتا ہے۔ جب کسی سے کچھ لیں تو شکریہ کہنا اور شکر گزاری کا مظاہرہ کرنا بہت ضروری ہے پھر چاہے وہ مال کے ذریعہ مدد یا کسی کی خدمت ہو ہمیشہ اللہ کا شکر ادا کریں اور دینے والے کا بھی شکریہ ادا کریں۔ حدیث مبارکہ کے اس بار میں یوں الفاظ ہیں:

"قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَا یَشْکُرُ النَّاسَ لَا یَشْکُرُ اللّٰہَ۔"۲۲

"جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔"

آپ ﷺ اپنے ساتھیوں کو بھی اس عمل کی تلقین کرتے تھے کہ وہ خدا کے ساتھ ساتھ بندوں کے شکر گزار بھی رہیں۔ اگر کوئی بندوں کا جن سے وہ کوئی چیز حاصل کرتے ہیں اوران کا شکریہ ادا نہیں کرتا تو ظاہری بات ہے کہ اس کے دل میں خدا کا شکر ادا کرنے کا خیال ہی نہیں آتا ہو گا۔ جب بھی کسی سے کچھ مانگیں تو اس بات کا بھی خیال رکھا جائے کہ نہ ہی شرمندہ ہوں اور نہ ہی بے باکی کا مظاہرہ کریں بلکہ عاجزانہ درخواست کریں اور ان سے جو بھی چیز مطلوب ہو اس کا تقاضا کریں۔

والدین بچوں کے معاملہ میں حساس رہیں کہ بچہ جب ہوش سنبھالے تو اسی وقت سے ہی والدین اِس بات کا خیال رکھیں کہ ان کے بچے عاجزی اور انکساری کا دامن نہ چھوڑیں۔ اِس سے اُس بچے کے تعلقات بہن بھائیوں کے ساتھ ساتھ معاشرے میں بھی بہتر ہوں گے اور وہ معاشرے میں اچھے فرد کے طور پر سامنے آئے گا۔ افرادِ معاشرہ بھی ایسے بچوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جو اخلاقیات میں اچھا ہوں۔ شکر گزاری کا عمل بھی اخلاقیات کے عناصر میں سے ایک عنصر ہے۔ اخلاقیات انسان کی کامیابیوں میں آہم کردار ادا کرتی ہے۔

خلاصہ بحث

اسلام نے انسان کی ظاہری و باطنی زندگی کے تمام پہلوؤں کے لیے بہترین رہنمائی فراہم کی ہے۔ بچوں کی تربیت میں لباس، گفتگو، اور سماجی برتاؤ کے اسلامی اصول نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ لباس میں ستر پوشی، سادگی اور شریعت کے مطابق انداز اپنانا، جوتوں اور گھر کے آداب کا لحاظ رکھنا، پکارنے اور سلام کے آداب کی پاسداری کرنا، اور چیزوں کے لین دین میں احترام و شکر گزاری کو اپنانا وہ خصوصیات ہیں جو ایک بچے کو مہذب مسلمان بناتی ہیں۔ والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو صرف دنیاوی تعلیم ہی نہ دیں بلکہ ان کے اخلاق و کردار کو بھی اسلامی سانچے میں ڈھالیں۔ یہی تربیت مستقبل میں ایک صالح، باادب اور باکردار نسل کی بنیاد رکھتی ہے، جو اپنے گھر، معاشرے اور امت کے لیے باعثِ خیر بنے گی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

1. Al-Baqara, 2:233.
2. Al-Sijistānī, Sulaymān ibn al-Ash‘ath, Imām Abū Dāwūd. *Sunan Abī Dāwūd*, Kitāb al-Libās, Bāb mā Yaqūl idhā Labisa Thawban Jadīdan (Bayrūt: Dār al-Taṣīl, 2015), 6:237, Ḥadīth No. 3976.
3. ‘Alawī, Fayyāḍ al-Raḥmān, Qārī. *Rahnumā-e-Wālidayn wa Asātiza: Basilsila Ta‘līm wa Tarbīyat* (Peshāwar: Maktaba ‘Alawīya, 2017), 107.
4. Fārūqī, Irshād Aḥmad, Maulānā. *Bachōn ke Islāmī Ādāb* (Karāchī: Maktaba al-Sa‘īd, June 2010), 59.
5. Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā‘īl, Imām Bukhārī. *Al-Jāmi‘ al-Musnad al-Ṣaḥīḥ al-Mukhtaṣar min Umūr Rasūl Allāh Ṣallā Allāh ‘alayhi wa Sallam wa Sunanihi wa Ayyāmihi*, Kitāb al-Wuḍū’, Bāb mā Yaqūl ‘ind al-Khalā’ (Bayrūt: Dār al-Taṣīl, 2012), 1:301, Ḥadīth No. 146.
6. Al-Qazwīnī, Muḥammad ibn Yazīd, Imām Māja. *Sunan Ibn Māja*, Kitāb al-Ṭahāra wa Sunanihā, Bāb mā Yaqūl idhā Kharaja min al-Khalā’ (Bayrūt: Dār al-Taṣīl, 2014), 1:297, Ḥadīth No. 303.
7. Al-Qur’ān, Al-Baqara, 2:222.
8. Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ‘Īsā, Imām Tirmidhī. *Sunan al-Tirmidhī*, Kitāb al-Ṭahāra wa Sunanihā, Bāb mā Jā’a fī Karāhīyat al-Bawl fī al-Mughtasal (Bayrūt: Dār al-Taṣīl, 2016), 1:289, Ḥadīth No. 20.
9. Al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd*, Kitāb al-Ṭahāra, Bāb al-Tayammum fī al-Ḥaḍar, 2:273, Ḥadīth No. 331.
10. Al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd*, Kitāb al-Libās, Bāb mā Jā’a fī al-Khazz, 6:249–250, Ḥadīth No. 3992.

11. Al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd*, Kitāb al-Libās, Bāb mā Yaqūl idhā Labisa Thawban Jadīdan, 6:237, Ḥadīth No. 3976.
12. Muḥammad Riyāḍ Jamīl, Muftī. *Awlād kī Tarbīyat Kaysē Karēn?* (Lāhaur: Maktaba al-Ḥasan, August 2005), 335.
13. Al-Qur'ān, Al-Aḥzāb, 33:59.
14. Fārūqī, *Bachōn ke Islāmī Ādāb*, 78.
15. Al-Bukhārī, *Al-Jāmi' al-Musnad al-Ṣaḥīḥ al-Mukhtaṣar min Umūr Rasūl Allāh Ṣallā Allāh 'alayhi wa Sallam wa Sunanihi wa Ayyāmihi*, Kitāb al-Libās, Bāb lā Yamshī fī Na'l Wāḥid, 7:449, Ḥadīth No. 5858.
16. Al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd*, Kitāb al-Adab, Bāb mā Yaqūl al-Rajul idhā Kharaja min Baytihi, 7:493, Ḥadīth No. 5007.
17. Al-Qur'ān, Al-Nūr, 24:61.
18. Fārūqī, *Bachōn ke Islāmī Ādāb*, 136.
19. Al-Qur'ān, Luqmān, 31:19.
20. Al-Qur'ān, Al-Nisā', 4:86.
21. Al-Qur'ān, Al-Baqara, 2:272.
22. Al-Tirmidhī, *Sunan al-Tirmidhī*, Kitāb al-Birr wa al-Ṣila, Bāb mā Jā'a fī al-Shukr li man Aḥsana Ilayk, 3:165, Ḥadīth No. 2081.